ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

اسلوبیات کیا ہے؟ قدیم اور جدید اسلوبیات

WHAT IS STYLISTICS: OLD AND MODERN STYLISTICS

ڈاکٹر فریحہ بخاری[1]
ڈاکٹر محمد ریاض عابد[2]

ABSTRACT

Stylistics as a term is registered in German, English and French languages since nineteenth century. The advent of Modern Stylistics is associated with the publication of four books in English language by Roger Fowler, Donald Freeman, Geoffrey. N.Leech and Thomas A Sebok. Before the modern Stylistics made venture, the old Rhetoric was thought to be Stylistics and Aristotle, Plato, Socrates, Cicero etc. were the first to profess it. Ornamental Stylistics was in full swing during the Renaissance period where the stylistic tools were thought to be ornaments, thereby beautifying the text. Individual Stylistics was a major progress in the field where Stylistics was seen connected to different disciplines of knowledge and Expressive, Psychological, Formalistic, Reader Response and Practical and New Criticism informed Stylistics were born.The modern Stylistics, however owes much to Russian Formalism and Structuralism . Roman Jakobson and Ferdinand de Saussure left major imprints on modern Stylistics and in shaping it as it emerges today.

"اسلوبیات کیا ہے؟اور یہ لوگ اس کے بارے میں اتنی خوفناک باتیں کیوں کر رہے ہیں؟"(۱) (۲)

جدید فنِ اُسلوبیات کیا ہے؟اس کی شروعات کب، کیسے اور کن تحریکوں کے زیر اثر ہوئی؟ کیا اس کا قدیم یونانی فنِ خطابت یا مشرق و مغرب کے قدیم محسنات شعری یا علم بیان و بدیع سے کوئی تعلق ہے؟اور اگر ہے تو کس نوعیت کا؟؟مزید برآں جدید فن اسلوبیات کی رُو سے "اسلوب" کا نیا تصوّر کیا ہے؟اور یہ اُسلوب کے قدیم تصوّر سے کس حد تک مماثل یا مختلف ہے۔۔۔؟؟؟اس بارے میں مشرق و مغرب کے ناقدین نے اس قدر موشگافیاں کی ہیں کہ بات اب سادہ اور واضح نہیں رہی اور اُردو ادب کا ایک ادنیٰ طالب علم ان گھمن گھیریوں میں الجھ کر، جدید علم اسلوبیات (اور لسانیات) میں وہ دلچسپی لینے سے قاصر ہے جو اس علم کا خاصہ ہے۔ چنانچہ سٹینلے یوجین فش نے اسلوبیات کے بارے میں جو ۱۹۷۳ء میں کہا تھا وہ آج بھی اتنا ہی وقیع ہے۔(۳)

اُسلوبیات کے بارے میں ابھی جو سوالات اُٹھائے گئے ہیں، ان کے جوابات جاننے کے لیے ہمیں ۲۰ ویں صدی کے نصف آخر سے رجوع کرنا پڑے گا۔ "بیسویں صدی کے نصف دوم یعنی ۱۹۵۰ء کے بعد اطلاقی لسانیات کی ایک شاخ کی حیثیت سے اسلوبیات کے مطالعے کو فروغ ملتا ہے۔" (۴) "اسلوبیات متنی معانی کا مطالعہ ہے۔ تاریخی طور پر اس نے ۱۹ ویں صدی کے اواخر اور ۲۰ ویں صدی کی شروعات میں برپا ہونے والی (ادبی معانی جاننے کی) روسی فارملزم کی تحریک سے جنم لیا۔" (۵)

"Stilistik" کی اصطلاح جرمن زبان میں ۱۹ ویں صدی کی ابتداء میں موجود ہے، جو گرمز ڈکشنری میں Novalis میں سے اندراج کی گئی۔(۶) (۷) انگریزی میں Stylistics کو بطور اسم ۱۸۴۶ء میں پہلی مرتبہ برتا گیا۔ اور بطور اصطلاح ۱۸۸۲ء۔ ۱۸۸۳ء میں استعمال کیا گیا (۸) (۹)

1۔ شعبہ اُردو پنجاب کالج لاہور

2۔ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو و اقبالیات، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور، (بہاول نگر کیمپس)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

(۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳)فرانسیسی زبان میں Stylistique بطور اصطلاح، زمانی اعتبار سے، انگریزی سے پہلے ۱۸۷۲ء میں کار گر ہوئی۔(۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) ۱۹۶۰ء میں مائیکل ریفاٹیرؔ کی "Stylistic Context" کے نام سے ایک کتاب منظر عام پر آئی۔(۱۸) ریفاٹیرؔ اور دیگر ماہرین، اسلوبیات کی اصطلاح عام استعمال کرتے تھے۔(۱۹) گو جیکب سن کے مطابق علمِ لسانیات کی تاریخ میں اس کا پہلا باقاعدہ استعمال ۱۹۶۲ء کی ۹ ویں بین الاقوامی لسانیات کانفرنس میں ایم۔اے۔کے ہیلی ڈے نے کیا اور "Linguistic Sylistics" یعنی لسانیاتی اسلوبیات کو ان الفاظ میں تعریف کیا۔(۲۰)

"ادبی متون کا بیان، ان طریقوں سے جو عمومی لسانی نظریے سے اخذ کیے گئے ہوں۔ زبان کو بحیثیتِ مجموعی بیان کرتے ہوئے اور ہر متن کا دوسرے متن کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے، جو ایک ہی یا مختلف مصنّفین کے تخلیق کردہ ہوں اور ایک ہی یا مختلف اصناف کے زمرے میں آتے ہوں۔"(۲۱)

اسلوبیات ۲۰ ویں صدی کے نصف دوم میں پھلی پھولی۔ اینگلو امریکن تنقید میں اسلوبیات کی ابتداء ان کتابوں کی اشاعت سے منسوب کی جاتی ہے۔(۲۲)

- ☆ راجر فاؤلر کی کتاب(۱۹۶۶ء)" Essays on Style in Language"(۲۳
- ☆ ڈونلڈ فری مین کی کتاب(۱۹۷۰ء)" Linguistics and Literary Style"(۲۴
- ☆ جوفری۔این۔لیچ کی کتاب(۱۹۶۹ء)" A Linguistic Guide to English Poetry "(۲۵
- ☆ ٹومس اے سی بُوک کی کتاب(۱۹۶۰ء)" Style in Language"(۲۶

مندرجہ بالا چاروں کتابیں مجموعہ جات ہیں۔ ان میں وہ مقالے بھی شامل ہیں جو مختلف لسانیاتی کانفرنسوں میں پڑھے گئے یا پھر وہ مضامین اور مقالات ہیں جو ادبی یا لسانی مجلّوں میں چھپتے رہے۔ غالباً اس میں سے سب سے زیادہ موثر سی بُوک کے مجموعۂ مقالات میں شامل، رومن جیکب سن کا مقالہ " Closing Statement; Linguistics and Poetics" (۲۷) ہے جو ایک کانفرنس میں پڑھا گیا۔ رومن جیکب سن (۱۸۹۶ء۔۱۸۸۲ء)(رُوسی تلّفظ: یے کب سُن) روسی ماہر لسانیات تھا، جو اسلوبیات کی بڑھوتری میں اہم شخصیت ثابت ہوا۔ بیشتر ماہرینِ اسلوبیات کے نزدیک روسی ہیئت پسند ۲۰ ویں صدی کے اوّلین اور ہراول دستے کے ماہرینِ اسلوبیات اور رومن جیکب سن سب سے پہلا ماہرِ اسلوبیات تھا۔(۲۸)

(1.2) قدیم اُسلوب اور قدیم اسلوبیات:

اُسلوب اور علمِ اُسلوب ۲۰ ویں صدی کی ایجاد نہیں۔ فن، فن پاروں اور اُسلوب یا اسلوبیاتی تکنیکوں پر بحثیں قدیم یونان اور روم کی علمی و ادبی تحصیلات میں شامل تھیں۔(۲۹) قدیم تصوّرِ اُسلوب(Rhetoric) یعنی فنِ خطابت یا علم بدیع و بیان نے جدید اُسلوبیات تک کا سفر کیسے طے کیا۔ آیئے دیکھتے ہیں۔۔۔!!!

"باوجویکہ اسلوبیات کی جڑیں ۲۰ ویں صدی کی روسی ہیئت پسندی کی تحریک اور متعلقہ دبستانِ پراگ میں پیوست ہیں۔ ادبی اُسلوب کے تجزیات کے ڈانڈے، کلاسیکی علمِ بیان و بدیع سے جڑتے نظر آتے ہیں۔" (۳۰)

جدید اُسلوب کی داغ بیل باقاعدہ طور پر ۲۰ ویں صدی کی چھٹی دہائی میں پڑی۔ تاہم جدید اسلوبیات کے باقاعدہ قدم جمانے سے پہلے بھی مشرق اور مغرب کے زبان و ادب میں اُسلوب کی بحثیں موجود تھیں۔

"اسلوبیات ایک علم کے طور پر جدید ہے لیکن اس کی جڑیں قدیم علم بدیع و معانی، فن خطابت، تنقید، گرامر اور علم السان میں پیوست ہیں۔ کبھی اس کو لسانیات کا ذیلی علم بتایا جاتا ہے اور کبھی ادبی بدیعی مطالعوں کی ذیل میں رکھا جاتا ہے۔ جبکہ عصری اسلوبیات اب خود ایک سائنس بنتی جا رہی ہے اور لسانیات اور ادبی نقد و نظر سے بھی فائدہ اُٹھا رہی ہے۔"(۳۱)

چنانچہ دورِ یونان سے لے کر ۲۰ ویں صدی تک تین طرح کی اسلوبیات مرّوج رہیں۔(۳۲)

(i) خطابیہ اسلوبیات(Rhetorical Stylistics)

(ii) جمالیاتی اسلوبیات(Aesthetic Stylistics)

(iii) انفرادی اسلوبیات(Individual Stylistics)

(i) خطابیہ اسلوبیات(Rhetoric Stylistics):

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

تاریخی اعتبار سے اُسلوب کا مطالعہ ۵ ویں صدی عیسوی کے یونان اور روم کی علمی و ادبی تحصیلات میں شامل تھا اور فن خطابت یا علم بیان و بدیع (Rhetoric)ایک اہم فن گردانا جاتا تھا۔اس فن کے اپنے اصول وضوابط تھے۔زبان کو بدیع وبیان کی آرائشوں سے اس طرح مزّین کیا جاتا تھا کہ سامعین کے احساسات وجذبات میں تموّج پیدا کیا جاسکے یا پھران کو دلیل سے قائل کر کے ان کے خیالات اور آراء تبدیل کی جاسکیں۔

انگریزی لفظ ""Rhetoric یونانی Rhetorike"" سے اخذ شدہ ہے جو ۵ ویں صدی میں سُقراط کے حلقے میں پہلی بار سننے میں آیا اور پہلی مرتبہ ۳۸۵ ق۔م میں افلاطون کے مکالمات "Gorgias" میں طبع ہوا۔(۳۳)

یونان بالخصوص ایتھنز میں فنِ خطابت مقنّنہ حکومت کے زیر سرکردگی، پنچایتوں، عدالتوں اور دیگر رسمی مواقع پر پروان چڑھا۔یہ فن شہریوں کو اس لیے بھی سکھایا جاتا تھا کہ وہ اپنے مقدّمات کا عدالت میں اچھے طور پر دفاع کر سکیں۔(۳۴)

ارسطو، سسرو، ڈیمٹریٹس اور کوئنٹلین نے اُسلوب کو خیال کی آرائش وزیبائش تصوّر کیا ہے۔(۳۵)

"قدیم یونانی مقرروں نے اسلوبیاتی تکنیکیں تراشیں، جیساکہ صنائع بدائع اور طرزِاظہار وغیرہ تاکہ بحث مباحثے کو اس طور پر بنایا، سنوارا اور قطعیت کے ساتھ پیش کیا جائے کہ مخاطب کے جذبات کو ایک واضح اور منفرد تاثر پذیری کے ساتھ جھنجوڑا جاسکے۔یونان اور روم کے ادوار سے لے کر ۲۰ ویں صدی تک علم بدیع وبیان کو یا تو مؤثر تقریر کا فن مانا گیا ہے یا پھر فن تحریر/انشاء پردازی کا یا پھر دونوں کا۔لیکن جب سے یہ فن، جدید اسلوبیات میں تبدیل ہوا ہے، یہ محض اُسلوب کا فن بن کے رہ گیا ہے۔" (۳۶)

افلاطون(۴۲۸۔۳۴۸ق م) نے اپنے مکالمات(Gorgias) میں لکھا ہے کہ فنِ خطابت یا علم بیان وبدیع آرٹ کا معاملہ نہیں بلکہ یہ ایسی زیرک اور جرّی روح کا اظہار ہے جو دیگر انسانوں سے چالاکی سے نمٹ سکتی ہو۔(۳۷)

سقراط نے ایتھنز میں فنِ خطابت کا پہلا اسکول قائم کیا اور فنِ خطابت کو عملی زندگی کے مسائل سے نمٹنے کا طاقتور ذریعہ قرار دیا۔سقراط کے نزدیک خطابت کا مقصد انسانوں کے قلوب واذہان کو متاثر کرنا ہے لہٰذا مقرر کو پتا ہونا چاہیئے کہ کس قسم کے قلب وذہن سے اس کا پالا پڑ رہا ہے۔چنانچہ ہر مخاطب کے لیے ڈِس کورس مختلف ہوگا۔(۳۸)

سسرو(۱۰۶۔۴۳ق۔م) رومن سینٹ کا ممبر تھا اور اس کے نزدیک فنِ خطابت کا مقصد لوگوں کو خوش یا راضی کرنا اور اپنی بات پر قائل کرنا ہے۔(۳۹)

کوئنٹلین(۱۰۰۔۳۵ق۔م) روم میں فن خطابت کا بہترین اُستاد تھا اور اس نے روم میں فنِ خطابت کا ایک ادارہ بھی قائم کیا۔کوئنٹلین کے خیال میں اچھا مقرّر وہ ہوتا ہے جو خود اچھا ہو اور اگر مقرر کا ذاتی کردار خوبیوں سے تہی ہو تو وہ فنِ خطابت سے بھی کورا ہوگا۔(۴۰)

بتدریج علم بیان وبدیع خطابت ہی تک محدود نہ رہا بلکہ دوسرے لسّانی ڈِس کورسوں تک پھیلتا چلا گیا۔اور اس نے فن شاعری کو بھی اپنی مد میں لے لیا۔

"اسلوبیات(علم بیان وبدیع) کی حقیقی جانشین ہے، جس نے نہ صرف اس فن کی باقاعدہ جگہ لے لی ہے بلکہ اس کو زبان کے فنِ اُسلوب تک پھیلا دیا ہے۔" (۴۱)

(ii)آرائشی اُسلوبیات(Ornamental Stylistics):

مغرب کی نشاۃ ثانیہ(Renaissance) کے دور کے اسکالر اُسلوب کو پھولوں، زیورات اور کڑھائی سے تشبیہ دیتے تھے۔سیموئل ویسلے کے مطابق:

"اُسلوب خیال کا لباس ہے۔" (۴۲)

پوپ اُسلوب کو "حقیقی فراست" کہتا ہے:(۴۳)

تاہم اُسلوب کی یہ تعریفیں، اُسلوب کا ایک مصنوعی اور آرائشی وزیبائشی نکتہ نظر فراہم کرتی ہیں۔نشاۃ ثانیہ کے دور کے شاعروں نے ڈکشن، استعارات، تشبیہات، محاکات نگاری اور دیگر علامتوں پر حد درجہ زور دیا تاکہ کسی ادب پارے کی تزئین وآرائش کی جاسکے۔لفظوں کے دروبست اور فنکارانہ جڑاؤ کو بطور خاص اہمیت دی جاتی تھی۔اس کو "آرائشی اسلوبیات" کا نام دیا جاسکتا ہے۔(۴۴)

ہمارے ہاں لکھنوی اُسلوب میں بے تحاشا مرصّع کاری ملتی ہے بلکہ آتش تو اس کو باقاعدہ پروفیس کرتے نظر آتے ہیں:

بندشِ الفاظ جڑنے میں نگوں سے کم نہیں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

شاعری بھی کام ہے آتش مرصّع ساز کا

چنانچہ لکھنوی اُسلوب مرصّع سازی سے اُسلوب سازی کا کام لیتا ہے اور مرزا رجب علی بیگ سرور اور مولانا محمد حسین آزاد کے ہاں مسجّٰی و مقفّٰی نثر، آرائشی اسلوبیات (Ornamental Stylistics) کی ذیل میں آتی ہے جو خیال کو زیبائش کا لباس پہنا کر اسے اُسلوب کہتی ہے۔

(iii) انفرادی اُسلوبیات (Individual Stylistics):

انفرادی اسلوبیات دراصل سسرو کے تصوّرِ اُسلوب کا اعادہ ہے کہ اُسلوب شخصیت کا اظہار ہے۔ (۴۵)

جدید لسانیات کے باقاعدہ "دخل در معقولات" سے پہلے ۱۹ویں اور ۲۰ویں صدی کے اوئل میں اُسلوب کو کبھی فن پارے کے قائم مقام قرار دیا گیا تو کبھی "خیال" کو اُسلوب کہا گیا۔ کبھی اس کو تخلیق کا "انفرادی پہلو" قرار دیا تو کبھی اس کا تعلق مصنّف کی نفسیات سے جوڑا گیا۔

ریمی ڈی گورموں (۱۸۵۸ء۔۱۹۱۵ء) دعویٰ کرتا ہے کہ:

"اُسلوب خود خیال ہے۔" (۴۶)

آر۔اے سائی (R.A Sayee) اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہتا ہے:

"اُسلوب خود فن پارہ ہے۔" (۴۷)

اُسلوب کے فلسفے پر کام کرتے ہوئے گلز گیسٹن گار گر (۱۹۲۰ء۔۲۰۱۶ء) اُسلوب کو "کام کا انفرادی پہلو" کہتا ہے اور خصوصی طور پر یوں تعریف کرتا ہے:

"یعنی جس طرح اُسلوب کا ایک فلسفہ ہے بالکل اسی طرح، اُسلوب کی ایک نفسیات ہے۔" (۴۸)

ہنری موریئر (۱۹۱۰ء۔۲۰۰۴ء) نے اسٹائل کو یوں تعریف کیا:

"Une disposition de existence maniere detre." (۴۹)

یعنی اُسلوب کو اپنے طبعی اور مادی ظہور سے الگ انسان کے اندر تلاش کیا۔

اُسلوب کو کردار کی علامت کے طور پر بھی دیکھا گیا ہے۔ (۵۰)

پیئر گیغو (Pierre Guiraud) کی تجویز زیادہ عملی ہے کہ اُسلوب خیال کا اظہار ہے۔ (۵۱)

حالانکہ یہ دو مسائل کو سامنے لاتی ہے۔ پہلا یہ ہے کہ کچھ لوگ کہیں گے کہ اُسلوب صرف خیال کا اظہار نہیں ہے بلکہ جذبات، رویّوں، احساسات کا بھی ہے۔ دوسرا یہ کہ ایک ہی خیال کا اظہار کرنے کے جُملہ امکانات ہو سکتے ہیں چنانچہ اُسلوب وہ ہے جو خیال کی ایک ادائیگی کو دوسری ادائیگی سے ممتاز کر دیتا ہے۔ جبکہ دونوں ایک ہی خیال کو بیان کر رہی ہوں۔

لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ مختلف تشکیلات استعمال کر کے پیغام کا اظہار کیا جائے۔

چنانچہ کاؤنٹ ڈی بیفون کا اوّل الذکر قول کہ اُسلوب آدمی خود ہے۔

(Le style est L'homme meme.) (۵۲)

اور

آرتھر شوپنہار کی اُسلوب کی تعریف کہ اُسلوب "ذہنی خد و خال" کا نام ہے۔۔۔۔ (۵۳)

جدید اسلوبیات کی نظر میں دونوں تعریفیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ جس قدر مرضی محتاط لسانی انتخاب کیا جائے، مصنّف کا اُسلوب پھر بھی اس کی شخصیت کا عکاس ہے اور ایک کہنہ مشق مصنّف اس قابل ہوتا ہے کہ وہ اپنی اصوات، الفاظ اور ساختیاتی پیٹرن سے اپنی شخصیت اور بنیادی نکتہ نظر کا اظہار کر سکے۔ (۵۴)

انفرادی اسلوبیات کے تصوّر نے ۱۹ویں صدی کے اخیر اور ۲۰ویں صدی کے شروع میں ماہرین لسانیات کو قائل کیا کہ وہ ادبی ڈس کورس کے مختلف طرح کے انفرادی استعمال پر غور کریں۔ مزید برآں جدید ماہرین لسانیات کے ورود اور روسی اور یورپی لسانی نظریات کے فروغ سے اسلوبیات کی یہ مزید جہات سامنے آئیں۔ (۵۵)

اظہاری اسلوبیات (Expressive Stylistics)، نفسیاتی اسلوبیات (Psychological Stylistics)، ہیئتی اسلوبیات (Formalistic Stylistics) نئی اور عملی تنقید پر مبنی اسلوبیات (New & Practical Criticism informed Stylistics)، متنی اسلوبیات (Reader Response Stylistics) یہ اسلوبیات کی وہ کچّی پکّی شکلیں ہیں، جو ۱۹ویں صدی کے اخیر سے لے کر ۲۰ویں صدی کے نصف اوّل تک بنتی سنورتی رہیں۔ ان کو

جہاں روسی فارملزم اور چیکو ساختیات نے متاثر کیا، وہیں نئی، عملی اور متنی تنقید نے بھی ان کی پرداخت اور نموپذیری کی۔ تاہم بیشتر ناقدینِ اسلوبیات کے نزدیک جدید اسلوبیات، روسی فارملزم اور چیکو ساختیات کے بطن سے پھوٹی۔ اور رومن جیکب سن سب سے پہلا ماہرِ اسلوبیات تھا۔(۵۶)

(1.3)جدید اسلوبیات کا پس منظر اور آغاز:

جدید اسلوبیات کی بنیاد روسی فارملزم کی روایت میں پیوست ہے جو ۲۰ویں صدی چڑھنے پر شروع ہوئی۔ خاص طور پر اس کے ڈانڈے ماسکو لٹریری سرکل کے کام سے جڑتے ہیں۔ رُوسی فارملزم وہ مکتبِ فکر ہے جو روس میں ۱۹۱۵ء کے لگ بھگ قائم ہوا۔ رومن جیکب سُن، وکٹر شکلووسکی، ولیڈیمیر پروپ، یوری ٹائی نی نووو غیرہ اس میں پیش پیش تھے اور اس نے مواد کے بجائے ''ہیئت'' یعنی ''فارم'' پر زور دیا۔ ایڑوفورا (exophora) یعنی مصنّف کی زندگی اور مذہب، کلچر، تاریخ وغیرہ جیسے عوامل سے قطعِ نظر، فن پارے کی زبان پر توجہ مرکوز کی گئی اور اس سائنسی عمل (میکنزم) کا سراغ لگانے کی کوشش کی جو ایک شاعرانہ متن کو شاعرانہ بناتا ہے۔

''اسلوبیات کی شروعات روسی فارملزم کے کچھ اصولوں اور لسانیات کی ابھرتی ہوئی توضیحی تکنیکوں کے اتصال سے ہوئی۔'' (۵۸)

چنانچہ روسی فارملزم کے زیرِ اثر مشین کے پُرزوں کی طرح، متن کے کل پرزوں کو بھی الگ الگ کرنے اور ان پر سائنسی طور پر غور و فکر کرنے کو رواج ملا۔ اسلوبیات بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ اسلوبیات روسی فارملزم اور چیک ساختیات سے بھی متاثر ہوئی۔

''اسلوبیات، متنی معانی کا مطالعہ ہے۔ تاریخی طور پر یہ ۱۹ویں صدی کے آخر اور ۲۰ویں صدی کی ابتداء میں برپا ہونے والی روسی فارملزم کی تحریک کے خمیر سے اُٹھی۔ روسی فارملزم نے متنی ساخت کے ہرکاروں (triggers) سے پیدا ہونے والے ادبی اثرات کی شناخت کی کوشش کی تھی۔'' (۵۸)

روسی ہیئت پسندی (فارملزم) کی تحریک ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۰ء تک جاری رہی۔ رومن جیکب سُن جذبے کو ادب کے پرکھنے کا معیار تسلیم نہیں کرتا اور اس کے نزدیک ادب پارے کی جذباتی خوبیاں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ زبان، دُرشت لسانی حقیقتوں پر مبنی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ سمجھنا کہ عام قاری جو زبان کی سائنس نہیں جانتا، شاعری کے صوتی اثرات یا لفظی تفرّقات سے نابلد رہتا ہے، سراسر غلط خیال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ادب کا ایک عام قاری بھی، شاعری پڑھتے ہوئے، اپنی زبان کے پوشیدہ قواعدی نظام سے غیر شعوری طور پر واقف ہوتا ہے۔(۵۹)

وکٹر شکلووسکی کے مطابق:

''ادب پارہ ایک مشین کی طرح ہوتا ہے۔ اور اس مشین کو شعوری انسانی کاوش، مخصوص مہارت کے ذریعے، کسی مخصوص مقصد کے لیے کارآمد بنا دیتی ہے۔'' (۶۰)

چنانچہ روسی ہیئت پسندوں کے دو بڑے گروہ سامنے آئے۔ ماسکو کا ادبی حلقہ اور شاعرانہ زبان کے مطالعے کی سوسائٹی (OPOJAZ)۔ اس وقت روس میں فن پارے کو یا تو سماجی ہتھیار اور مارکسیت کے سیاسی ہتھیار کے طور پر برتا جاتا تھا۔۔۔ یا پھر فنکار کے داخلی اظہار کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ شکلووسکی نے ان دونوں آراء سے بغاوت کرتے ہوئے فن پارے کی زبان (ہیئت) کو مواد سے الگ دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ رُوسی ہیئت پسندوں کے نزدیک ہیئت (فارم) وہ حربہ ہے جو ادب کو ادب بناتا ہے۔ لہٰذا فن اور غیر فن، کہانی اور پلاٹ کی علیحدگی کا مطالبہ کیا گیا۔(۶۱)

رُوسی فارملزم نے روایتی رُومانوی رجحانات نیز ادب کے تمام تنقیدی دبستان اور زبان کے مطالعے کے تمام پرانے نظریات مسترد کر دیئے اور کہا کہ زبان کا مطالعہ ادبی متن کے رسمی لسانی خدّوخال تک محدود رہنا چاہیے۔ یعنی متن اور صرف متن...! تاریخی، مثالی، سوانحی اپروچ کوئی نہیں...؛ محض شاعری کی زبان ہی غور و فکر کی شے ہے۔ ۲۰ویں صدی کے آغاز میں اسلوبیات نے ادبی تنقید میں مصنّف کی شخصیت سے فن پارے کو سمجھنے کی بجائے متون پر ارتکاز کرنے کی روایت کا ڈول ڈالا۔ فوکس مصنّف اور قاری کی نفسیات پر نہیں، بلکہ تصنیف میں ہونا چاہیے۔ یہ لسانی اپروچ نیو گرامر کے غلبے اور ادبی تنقید میں مروّجہ کثیر الجہت مطالعوں کے ردِّ عمل کے طور پر سامنے آئی۔(۶۲)

یہ کثیر الجہتی ادب کا مطالعہ بہت سارے علوم سے کرتی ہے۔ چنانچہ فلسفہ، نفسیات، سماجیات، علم اللسان، ثقافتی تاریخ غرضیکہ ہر علم اپنے اپنے طریقے ادبی تحصیلات پر ٹھونس رہا تھا اور سمجھتا تھا کہ ادب ان کا عکس ہے۔

اسلوبیات کی بڑھوتری کی ایک اہم کڑی مشرقی یورپ سے متعلق ہے اور اس میں رومن جیکب سن پیش پیش تھا۔ ۲۰ویں صدی کی ابتداء میں ماسکو کے ہیئت پسند لسانی حلقے کے روسی ہیئت پسند، آئی۔ اے رچرڈز نے بھی ادبی تنقید میں مصنّف پر غیر ضروری ارتکاز کو مسترد کر دیا تھا اور ایسی اپروچ کی وکالت کی تھی جو متنی زبان کا تجزیہ اس کی لسانی ہیئت سے برپا ہونے والے نفسیاتی اثرات کے تعلق سے کرے۔ چنانچہ پراگ کے حلقے کے ساختیات پسندوں نے، جو ادبی نقاد اور ماہرینِ نفسیات تھے، وہ نظریہ

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

بُننا شروع کیا، جو بعد کی اسلوبیات میں متنی مطالعے کا ایک نہایت موثر پہلو ثابت ہوا۔ یعنی فور گراؤنڈ نگ یا لسانی انتخاب و انحراف اور لسانی متوازیت کا نظریہ جو اسلوبیات کا سب سے اہم نظریہ ہے۔(۶۳) اس نکتہ ٔ نظر نے ثابت کیا کہ متن کے کچھ حصے دوسرے حصّوں کی نسبت قاری پر زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں کیونکہ یہ متنی حصے، روایتی نارم سے منحرف ہوتے ہیں یا کسی خاص طریقے سے پیٹرن کیے گئے ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ نفسیاتی طور پر نمایاں یا فور گراؤنڈ ہو جاتے ہیں۔(۶۴)

روسی ہیئت پسند، در حقیقت پہلے ماہرین اسلوبیات تھے۔ لیکن ان کا کام مغرب میں روسی انقلاب ۱۹۱۷ کی وجہ سے سمجھا نہیں جا سکا جس نے اس وقت کے سوویت یونین کو مغربی یورپ اور شمالی امریکہ سے کاٹ کے رکھ دیا تھا۔() رومن جیکب سن ۲۰ ویں صدی کا سب سے موثر ماہر لسانیات ثابت ہوا اور اس کے علمِ اسلوبیات پر اس قدر اثر کی وجہ اس کی تعلیمی ذہانت تھی کہ اس نے لسانیات کے کئی مکاتبِ فکر کو اکٹھا کر دیا تھا۔ اس نے روسی انقلاب کے وقت روس چھوڑ دیا اور ۱۹۲۱ء میں پراگ چلا آیا، جہاں وہ پراگ کے ساختیاتی ماہرین کے حلقے سے وابستہ ہو گیا جو متن کی لسانی ساخت میں دلچسپی رکھتے تھے کہ وہ کس طرح قاری کو متاثر کرتی ہے۔ پھر چیکوسلواکیہ بھی کمیونسٹ ہو گیا، تو وہ ایک مُفید وائرس کی طرح امریکہ چلا آیا اور وہاں وہ اپروچ لے کر گیا، جو بعد میں اسلوبیات بن گئی اور اس نے عملی اور نئی تنقید کو ٹھیک ٹھاک طریقے سے تجزیاتی مطالعوں میں استعمال کیا۔(۶۵) جس امریکی ادارے میں وہ ملازم تھا، وہیں فرانس سے لیوی سٹراس ۱۹۴۱ء میں آکر ملازم ہو گیا، وہ رومن جیکب سن کے خیالات سے متاثر ہوا اور فرانس جا کر اس نے ساختیات کا نظریہ پیش کیا۔(۶۶)

دوسری بڑی تحریک جس نے اسلوبیات کی پیدائش کی راہ ہموار کی، ساختیات ہے۔ چارلس بیلی، فرڈی نینڈ ڈی سوسیئر کا ہونہار شاگرد تھا، جس نے اپنے ایک اور ہم جماعت کے اشتراک سے ڈی سوسیئر کے کلاس لیکچر، اس کے مرنے کے بعد شائع کیے۔ چارلس بیلی کی بالا کتاب، جس نے اسلوبیات کی پیدائش کی راہ ہموار کی، دراصل ڈی سوسیئر کے وہ خیالات ہیں، جو علمِ ساختیات کی بنیاد قرار پائے۔(۶۷)

”اگرچہ جدید اسلوبیات کو چارلس بیلی کی "Traite de Stylistique francise" کی اشاعت سے منسلک کیا جاتا ہے؛ اسلوبیات نے ایک باقاعدہ فاصلاتی تعلیمی شعبے کے طور پر روز افزوں ترقی ۱۹۶۰ء سے قبل نہیں کی تھی۔“ (۶۸)

سوسیئر کے مطابق، الفاظ کو جو معانی ہم دان کرتے ہیں، وہ محض تک بندی کا نتیجہ ہیں۔ الفاظ کے اپنے کوئی معانی نہیں ہوتے۔ کسی لفظ کی ساخت کے کوئی ظاہری یا باطنی مفاہیم نہیں ہوتے۔ سوائے اسمائے صوتی (onomatopoeia) کے، تاہم یہ بھی ہر زبان میں مختلف ہوتے ہیں لہٰذا یہ کہنا بھی شاید اتنا درست نہیں ہے۔ ڈی سوسیئر کے مطابق الفاظ کے معانی کا آپس میں تعلق نسبتی ہوتا ہے۔ کسی لفظ کے معانی کو دیگر لفظوں سے منقطع کر کے خلا میں نہیں سمجھا جا سکتا۔ کسی لفظ کے مطلب کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے الفاظ اس کے لیے پس منظر بنائیں۔ اس کے لیے اس نے نشان نما (Signifier) اور نشان زد (Signified) کا تصوّر پیش کیا۔(۶۹) اسی طرح اس نے جملے میں لفظوں کے دروبست کے افقی (paradymatic) اور عمودی (syntygmatic) تصوّر کی وضاحت کی۔ سوسیئر کے مطابق زبان بولتے ہوئے یا تو عمودی سفر کرتی ہے یا افقی۔ دونوں جہتیں ایک دوسرے کی متضاد سمت میں سفر کرتی ہیں۔ عمودی جہت میں الفاظ میں تشبیہ یا استعارے کا تعلق ہوتا ہے جبکہ افقی جہت میں تلازمے اور ربط و انسلاک کا تعلق ہوتا ہے۔ ڈی سوسیئر کا الفاظ کے دروبست اور ربط و انسلاک کا یہ تصوّر، آج جدید اسلوبیاتی اور ساختیاتی مطالعوں میں برتا جاتا ہے۔(۷۰)

نشان نما	نشان زد
ناشپاتی	
(لفظ)	(معانی)

ڈی سوسیئر کے مطابق، الفاظ کے کوئی جبلّی یا مقررّہ معانی نہیں ہوتے۔ اگر کچھ لوگوں کو کہا جائے کہ وہ ’کتّے‘ کے بارے میں سوچیں تو اس لفظ سے تمام لوگ ایک جیسا تصورّ یا مقررّ شدہ معانی نہیں اخذ کر سکیں گے۔ کچھ لوگ گلیوں میں پھرنے والے آوارہ کتّے کو سوچیں گے، کچھ جرمن شیفرڈ کو، کچھ باولے کتے کو، غرض ایک لفظ سے متفرّق تصوّرات ابھریں گے اور چوتھی اہم بات سوسیئر نے یہ کہی کہ زبان ہماری دُنیا بناتی ہے اور چونکہ زبان وجود رکھتی ہے تو سوچ بھی وجود رکھتی ہے۔ (انگریزی فلم ۱۹۸۴ء میں وہ الفاظ ہی لغت سے خارج کر دیے گئے تھے جن سے کوئی منفی سوچ ابھرتی تھی) چونکہ آزادی کا لفظ لغت میں موجود ہے تو لا محالہ ہم آزادی کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اگر یہ لفظ لغت میں سرے سے موجود ہی نہ ہوتا تو آزادی کا تصورّ مبہم یا غیر واضح ہوتا۔(۷۱)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

ساختیات کے مطابق، الفاظ اکائی ہیں اور قواعد الفاظ کو ترتیب دینے کے اصول بتاتے ہیں۔ تاہم تمام زبانوں کی، ''ساخت'' ایک ہی ہے، یعنی الفاظ قواعدی نظام کے تحت ترتیب پاتے ہیں تاکہ معانی کی ترسیل کی جاسکے۔ (۷۲) ساختیاتی ماہرین کا خیال ہے کہ زیریں ساختیں، جو الفاظ کی اکائیوں کو قواعدی اصولوں کے مطابق ایک بامعنی نظام میں لے کر آتی ہیں، انسانی دماغ میں پیدا ہوتی ہیں اور محسوسات یا ادراک سے وجود میں نہیں آتیں۔ اس طرح انسانی ذہن خود ایک ساختیاتی مشین ہے، جو الفاظ کی اکائیوں کو قواعدی اصولوں کے مطابق ترتیب دیتا ہے۔ چنانچہ ساختیات بنی نوعِ انسان کی سائنس ہے جو ان تمام اشیاء کی زیریں ساختیں دریافت کرنے کی کوشش کرتی ہے، جو انسان سوچتے ہیں، محسوس کرتے ہیں، ادراک کرتے ہیں یا سرانجام دیتے ہیں۔ ساختیات پسندوں کا کہنا ہے کہ زبان ایک خود مکتفی نسبتی ساخت ہے اور کسی بھی ڈس کورس یا متن میں اس کے تمام عناصر (الفاظ) اپنا وجود اور اہمیت دوسرے الفاظ کے ساتھ نسبت سے حاصل کرتے ہیں۔ یہ اصول سب سے پہلے سوس ماہرِ لسانیات فرڈی نینڈ ڈی سوسیئر (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۳ء) نے پیش کیا۔ بعد میں دبستانِ پراگ، گلوس میٹکس اور دیگر یورپی ساختیاتی تحریکوں کے ذریعے، ساختیات کا مزید پرچار ہوا۔ (۷۳)

چنانچہ چارلس بیلی، جنیوا کے ماہر لسانیات نے، جس کی تخلیق کا سوتا سوسیئر کے علم کے بطن سے پھوٹا تھا، ایک نئے علم کی پیدائش کی راہ ہموار کی، جو ان اپروچوں کی صفِ مخالف میں سینہ تان کر کھڑا ہے جو ادب کو تاریخی، ثقافتی، سوانحی عناصر سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی لسانی ساخت کو یکسر نظرانداز کر جاتے ہیں۔

چارلس بیلی نے زبان میں اظہار کو اہمیت دی جسے وہ "emotive and expressive elements in language" کہتا ہے:

-''(متن میں) جذبات انگیزی اور اظہاری خوبیاں، نحوی انتخاب کی بہ نسبت زیادہ ترلیکسی کون (lexicon) کے فیصلہ کن انتخاب سے در آتی ہیں۔ دونوں قسم کے اثرات انہی ہیئتوں سے ظاہر ہوتے ہیں جو سوچ کا اظہار تو ایک طرح سے کرتی ہیں لیکن موثر اظہاریت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔'' (۷۴)

چارلس بیلی کے کام سے متاثر ہو کر لیو سپٹزر (جو جدید اسلوبیات کا داعی تھا) نے ایک نئی اسلوبیاتی اپروچ کی جہت متعین کی۔ جو مصنّف کی نفسیات اور ادب کے اُسلوب کے درمیان تعلق جوڑتی ہے۔ اس اپروچ کے مطابق اسلوبیاتی خصوصیات سے آپ کو مصنّف کے دنیاوی نکتہ نظر پتا چلتا ہے۔ (۷۵)

امریکہ میں ساختیات یا ساختیاتی لسانیات کی قریباً وہی شرح وبسط کی گئی جو یورپ میں فرانز بوس (۱۸۵۸ء۔۱۹۴۲ء) اور ایڈورڈ سیپیئر (۱۸۸۴ء۔۱۹۳۹ء) اور اس کے پیروکاروں نے کی۔ تاہم ۱۹۳۰ء کے بعد بلوم فیلڈ کے بعد آنے والوں نے اپنے طریقِ ہائے کار کا بیان کیا۔ ان کی دلچسپی کے میدان صوتیات اور صرفیات تھے۔ ساختیاتی ماہرینِ لسانیات نے معنیات پر بہت کم کام کیا، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ معنیات کا بیان بہت مشکل، وقت طلب اور صبر آزما ہے۔ (۷۶)

۱۹ویں صدی اور ۲۰ویں صدی کی ابتداء میں، فن پارے کی تفہیم کے لیے مصنّف کی شخصیت کو سرچشمہ قرار دیا گیا تھا۔ اور برطانیہ میں اس متن بنیاد تنقید کا تصوّر آئی۔ اے۔ رچرڈز اور ولیم ایمپسن نے دیا تھا۔ ان کے شاگردوں نے اِس اندازِ تنقید کو آگے بڑھایا اور ادبی متون اور قاری کی اس سے اثر پذیری کو اہم قرار دیا۔ اس اپروچ کو ادب میں عملی تنقید (Practical Criticism) کا نام دیا گیا۔ (۷۷) اس سے ملتی جلتی ایک تنقیدی تحریک امریکہ میں کلینتھ بروکس، رینے ویلک، آسٹن ویرین وغیرہ نے شروع کی، جس کو نئی تنقید (New Criticism) کہا جاتا ہے لیکن عملی تنقید نے ان نفسیاتی پہلوؤں کو موضوعِ بحث بنایا تھا جو تفہیمِ متن میں قاری کی شخصیت سے متعلق ہوتی ہیں۔ (۷۸) تاہم عملی تنقید اور نئی تنقید میں کئی ایک مماثلتیں موجود تھیں۔

(الف) دونوں تحریکوں میں مصنّف کی شخصیت کی بجائے متن کی زبان پر زور دیا گیا۔

(ب) بالاستیعاب یہ مفروضہ قائم کیا کہ ادبی نقد و نظر کے لیے کُہنہ مشق ناقدین کی از بس ضرورت ہے جو فن پارے کی جمالیات کا بھی ادراک کر سکتے ہوں۔

اسلوبیات کو ۲۰ویں صدی کی ابتداء میں، ادبی تنقید میں برپا ہونے والی اُن تحریکوں کی منطقی توسیع کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے، جنھوں نے مصنفین کی بجائے متون پر ارتکاز کیا تھا۔ (۷۹)

گو ان ناقدین نے متن کی زبان کا خاطر خواہ تجزیہ نہیں کیا تاہم دوران مطالعہ متن کی زبان پر توّجہ مرکوز کی اور پھر وضاحت کی کہ انہوں نے فن کو کس طرح سمجھا اور کس طرح اس سے متاثر ہوئے۔ یہ اپروچ آج بھی مغربی یونی ورسٹیوں میں خاصی مقبول ہے۔ ناقدین کی اس متنی تنقید کے بعد مصنّف بھی میدان میں اُترآتا ہے اور اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے اپنے تصنیف کردہ متن میں سے حوالے پیش کرتا ہے چنانچہ یہ تنقید کا "Claim and Quote" نظریہ ہے جس کو عملی تنقید اور نئی تنقید کا پرچار کرنے والوں نے رواج دیا۔ (۸۰) نئی تنقید ۱۹ویں صدی کے ادب کے مروّجہ نقد و نظر کے خلاف ایک قسم کا ردِ عمل تھا۔ جس نے ادبی متون کو محض ادبی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

تاریخ سمجھ رکھا تھا اور وہ ادبی متون کو یکتا، مربُوط خود مکتفی فنّی اکائیوں کے طور پر معروضی انداز میں سراہ نہیں سکتی تھی۔ نئی تنقید کے داعیوں نے شاعری میں خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے، ادبی زبان پر کئی حوالوں سے خاطر خواہ زور دیا۔ ان کے خیالات روسی ہیئت پسندوں کے قریب تر تھے۔(۸۱)

دوسری طرف ماہرینِ اسلوبیات اس نظریے کو ناکافی گردانتے ہیں۔ ہنوز دلی دُور است کے مصداق ان کے تئیں تفہیمِ متن کی راہ میں ابھی کئی ایک رکاوٹیں حائل ہوسکتی تھیں، بالفاظِ دگر ماہرینِ اسلوبیات سمجھتے تھے کہ تفہیمِ متن کے لیے وجدان کافی نہیں ہے بلکہ متن کا تفصیلی تجزیہ درکار ہے۔ اسلوبیات متن کو بغور دیکھتی ہے اور شرح وبسطکی خاطر، اس کی اہم لسانی ہیئتوں کو پرکھتی ہے اور اس طرح یہ عملی تنقید کے قریب تر ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ متنی تنقید (reader's response theory criticism) یا (reception theory criticism) میں بھی اسلوبیات کردار ادا کرتی ہے۔ قاری جب متن کو پڑھتا ہے اور کسی مخصوص نکتہ نظر سے اس پر بحث کرتا ہے تو وہ کیا ادراک کر رہا ہوتا ہے؟ یہ بھی کم اہم نہیں۔ تاہم یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلوبیاتی اپروچ عملی تنقید اور نئی تنقید کی بھی پروردہ ہے۔ اور ماہرین اسلوبیات غیر ادبی متون میں، اسی طرح کی اپروچ برتتے آئے ہیں۔ (۸۲)

۲۰ویں صدی میں جو کام برطانیہ میں اسلوبیات پر ہوا ہے جیسا کہ (راجر فاؤلر، ایم۔اے۔کے ہیلی ڈے وغیرہ کا) اس سے سماجی، پس منظری اور رسمی لسانی تجزیے کے درمیان رشتے پر روشنی پڑتی ہے۔ سٹینلے فش اور باربرا ہرن سٹائن سمتھ (۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۰ء) کی کاوشیں قابل ذکر ہیں کہ اسلوبیات کی تہہ میں چھپے ہوئے مفروضات کی چھان پھٹک کی جاسکے۔ (۸۳)

حوالہ جات

1) Fish,Stanley Eugene, “Is there a Text in this Class: The Authority of Interpretive Communities”, Harvard University Press 1980, Pg. 68
2) Fish, Stanley Eugene, “Approaches to the Poetics ed. Seymour Chattman 1973
3) Fish, Stanley Eugene, “Approaches to the Poetics ed. Seymour Chattman 1973
4) نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر، ادبی اسلوبیات، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی، ص8
5) Jeffries, Lesley, “Stylistics,” oxfordbibliographies.com/view/document/obo, retrieved on 15-06-20
6) Enkvist, Nilis Erik, Michael, Gregory, “Linguistics and Style”, Oxford University Press. 1964 Pg. 63
7) Ullmann, Stephan, “Style in the French Novel”, Cambridge University Press, 1957, Pg.1
8) Revista de Literatura, Volume 47, Instuto Miguel de Carvantes” de Filologia Hispanica, 1985, Pg. 104
9) Metham, A.R. & Hudson Richard A., “Encyclopedia of Linguistics, Information and Control, Volume 1, 1969 Pg. 259
10) Grimm, Christian, “Zum Mythos Individualstil: mikrostillistische Untersuchungenzu Thomas Mann, Konigshausen& Neumann, 1991, Pg. 11
11) Ullmann, Stephan, “Style in the French Novel”, Cambridge University Press, 1951, Pg.1
12) Revista de Litereatura, volume 47, Instuto Miguel de Carvantes” de Filologia Hispanica, 1985, Pg.104
13) Metham A.R. & Hudson, Richard, “Encyclopedia of Linguistics, Information and Control, Volume 1, 1969, Pg. 259
14) Ullmann, Stephen, “Style in the French Novel, Cambridge University Press, 1957, Pg. 1
15) Grimm, Christian, “Zum Mythos Individualstil: mikrostillistische Untersuchungenzu Thomas Movm, Konigshausen a& Neumann, 1991, Pg. 11
16) Revista de litereatura, Volume 47, Instuto Miguel de Carvantes” de FilologiaHispanica, 1985, Pg.104
17) Metham A.R. & Hudson, Richard, “Encyclopedia of Linguistics, Information and Control, Volume 1, 1969, Pg. 259
18) Michael Riffaterre, “Stylistics “Context”, Word, 1960
19) Michael Riffaterre, “Stylistics “Context”, Word, 1960
20) Jakobson, Roman, “Results of the Congress, Proceedings of the Ninth International Congress of Linguistics, Cambridge Mass, August 27-31, 1962 ed.

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

21) Halliday, M. A.K, Webster, Jonathan, “Linguistics Studies of Text and Discourse”, A&C Black. 2006, Pg.6
22) lancaster. ac.uk/foss/projects/stylistics/introductions/history.htm retrieved on 12-06-20
23) Fowler, Roger, “Essays on Style and Language, Routledge and K Paul, 1970
24) Freeman, Donald, “Linguistics and Literary Style, Halt, Rinelard and Winston, 1970
25) Leech, Geoffrey N, A Linguistics Guide to English Poetry, Longman, London, 1969
26) Sebok, Thomas-A, “Style in language”. Technology Press of Massachusetts, Institute of Technology, 1960
27) Jakobson Roman, “Closing Statement: Linguistics and Poetics” monoskop. org/images/8/84/Jakokson_Roman_1960_Closing_Statement_Linguistics_and_poetics.pdf retrieved on 9-12-20
28) Jeremy, Scott, “Creative Writing and Stylistics: Creative and Crtical Approaches, Macmillan International Higher Education, 2014 Pg.4
29) Jeffries, Lesley Mclntyre Daniel, “Stylistics”, Cambridge University Press, 2010 Pg.1
30) Jeffries, Mclntyre Daniel, Stylistics, “ Cambridge University Press, 2010, Pg. 30
31) Spencor, Besancon, Arda, “Paul’s Literary Style”, University Press of America, 2007, Pg. 13
32) ucgbooks.files.wordpress.com/2014/10/stylistics, retrieved on 15-6-20
33) Pernot, Laurent, “Rhetoric in Antiquity”, CUA Press, 2005 Pg. 22
34) Clark, Donald, Lemen, “Rhetoric in Greco- Roman Education”, Greenwood Press, 1977. Pg.28
35) Sloane, Thomas, O, “Encyclopedia of Rhetoric-Volume 1-OUP, 2001, Pg 114
36) Hernandez-Campoy, Jaun, Manuel, “Sociolinguistics Styles”, John Wile and Sons 2020, Pg17
37) “Studies in the Literary Imagination, Volume 28” Department of English, Georgia State University , 1995, Pg.54
38) Interpretation, Volume 20, Queens College Press, 2002, Pg.168
39) Cicero, M.T & May, James &Wisse Jakob, “Cicero” On the Ideal Orator (De Oratore), OUP, 2001
40) Quintilian & Murphy James, Sermon, “Quintilian on the Teaching of Speaking and Writing, Southern Illinois University Press, 1987
41) Hernandez-Campoy, Jaun, Manuel, “Socio-Linguistics Styles”, John Wiky and Sons 2020, Pg. 17
42) Mind-Volume 3, Issues 3-6, 1898, Pg. 207
43) Bately, Mavis, “Alexander Pope: The Poet and the Landscape, Bam Elms, 1999, Pg. 203
44) Anonymous, Romanian Books, Pub Centre, 1989, Pg.67
45) Cicero, Marcus, Tullius and Waton, John Selby “Cicero on Oratory and Orators: With his Letters to Quintus”, Bell and Daldy, 1871, Pg. 235
46) Hickey, Leo, “The Pragmatics of Style (RLE Linguistics B: Grammar), Routledge 2016, Pg.2
47) britannica.com/science/stylistics, retrieved on 18-3-21
48) britannica.com/science/stylistics, retrieved on 18-3-21
49) britannica.com/science/stylistics, retrieved on 18-3-21
50) Hugo Victor, “Style, Character and Language”, Aronson, 1977
51) Guiraud, Pierre, "Le Styistique" French & Europeon Publications, Incorporated, 1955, Pg
52) Buffon, Comte de, “Discourse Sur le style”, Librarie de la bibliothequenationale, Montcsquiu, 1883
53) Scho Peohauer, “The Essays of Arthur Schopenhauer, The Art of Literature, Good Press, 2019
54) britannica.com/science.stylistics, retrieved on 1-7-20
55) uogbooksfiles.wordpress.com/2014/10/stylistics-lecture-1. pdf., retrieved on 15-6-20
56) Scott, Jeremy, “Creative Writing and Stylistics: Creative and Critical Approaches”, Macmillan International Higher Education, 2014, Pg. 4
57) Jeffries, Lesley &Mclntyre, Daniel, “Stylistics,” Cambridge University Press, 2010, Pg.30
58) Jeffries, Lesley, “Stylistics”, retrieved from oxfordbibliographics.com/view/document/obo-9780190221911/obo-9780190221911-0048.xml>on 18-3-21
59) Bradford, Richard, “Roman Jakobson: Life, Language and Art”, Routledge, 2005, Pg.121

60) Tolstoy Studies Journal, Tolstoy ‘Society, 2007, Pg.49
61) Genre, Volume 19, University of Illinois at Chicago Circle, 1986, Pg.66
62) Wales, Kates, “A Dictionary of Stylistics”, Longman, 1989, Pg.358
63) The Encyclopedia of Language and Linguistics, Du-Gen, Elsevier, 2006 Pg.547
64) Jeffries, Lesley, “Stylistics”, Cambridge University Press, 2010, Pg.31
65) “Comparative Literature”, University of Oregon, 1989, Pg.174
66) Dosse, Francois, “History of Structuralism: The Rising Sign, 1945-1986”, University of Minnesota Press, 1993, Pg.12
67) Saussure, Ferdinand de, Bally, Charles, “Course in General Linguistics”, Philosophical Library, 1959
68) Burke, Michael, “The Routledge Hardbook of Stylistics”, Routledge, 2017, Pg.191
69) Gadet, Francoise, “Saussure and Contemporary Culture” Hutchinson Radius, 1989, Pg. 55
70) dailypakistan.com.pk/19-Dec-2019/1065765, Linguistics retrieved on 31-12-20
71) De Saussure, Ferdinand, “Course in General Language”, translated by W. Baskin, Philosophical Library, Pg.120
72) De Saussure, Ferdinand, “Course in General Language”, translated by W. Baskin, Philosophical Library, Pg.120
73) http://www.britannica.com/science/structuralism_linguistics”, retrieved on 16-12-20
74) Malik, Muazzam al, “Literary Stylistics” An Overview of its Evaluation, Uogbooks.wordpress.com/2014/10/Stylistics-lecture-1.pdg. retrieved on 23-1-21
75) britannica.com/science/stylistics, retrieved on 31-7-20
76) britannica.com/science/stylistics, retrieved on 31-7-20
77) Richards, I.A, 1929, “Practical Criticalism”, A Study of Judgment, by I.A Richards”, New York, Harcourt, Brace and World.
78) Warren, Austin and Wellek, Rene. “Theory of Literature [by] Rene Wellek and Austin Warren, Aascourt”, Brace and World, 1962.
79) lancaster.ac.uk/fass/projects/stylistics/introduction/history, htm. retrieved on 18-03-21
80) lancaster.ac.uk/fass/projects/stylistics/introduction/history,htm. retrieved on 18-03-21
81) M. Thompson, Ewa, “Russian Formalism and Anglo-American New Criticism: A Comparative Study”, Walter de Gruyter, 2011
82) Verdonk, Peter, “Twienth-century Poetry from Text to Context”, Psychology Press, 1993 Pg.1
83) britannica.com/science/stylistics, retrieved on 18-3-21